

# انا اور مشین: کیسے سرمایہ داری نے مقدس کو خودی سے بدل دیا

انسانیت نے کبھی خود کو کسی عظیم اور پر اسرار چیز کا حصہ سمجھا تھا۔ کائنات، زمین، الہی، زندگی کا ابدی تال۔ ہر شفاقت کا اپنا طریقہ تھا کہ وہ ایک ہی بات کہے: کہ معنی ملکیت میں نہیں، بلکہ شرکت میں ہیں؛ جمع کرنے میں نہیں، بلکہ رابطے میں ہیں۔

تاہم، گزشتہ چند صدیوں میں، خاص طور پر سرمایہ داری اور صنعتی جدیدیت کے عروج کے ساتھ، یہ کپاس الٹ گیا۔ جہاں کبھی مقدس انسانی زندگی کی رہنمائی کرتا تھا، وہاں خودی نے تخت سنبھال لیا۔ اور انی ہونے کی پرانی جستجو۔ انا سے آگے بڑھنے کی کو انا کی تسلیکیں کے لاتنا ہی تعاقب نے بدل دیا۔

افسانے کی موت سے چھوڑے گئے خلا میں، صارفیت نئی مذہب بن گئی، اور مارکیٹ اس کا مندر بن گیا۔ انسانیت نے اندرونی آزادی کو مادی کثرت سے بدل دیا اور اس عمل میں خود کو عجیب طور پر خالی پایا۔

## مقامی اور قدیم عقائد: دائرے میں زندگی گزارنا

جدید میشیشتوں کے عروج سے بہت پہلے، مقامی اور قدیم معاشروں نے ایسی کائناتی نظریات کے مطابق زندگی گزاری جو خودی اور دنیا کے درمیان کی سرحد کو تخلیل کر دیتے تھے۔ ان شفاقتتوں میں، زندگی ملکیت نہیں تھی، بلکہ ایک رشتہ تھی، زمین، جانوروں اور غیر مرتی کے ساتھ باہمی رابطوں کی بنت تھی۔

## زندگی کا جال

امریکہ کے بہت سے مقامی قوموں میں، دنیا کو ایک باہم مربوط جال کے طور پر سمجھا جاتا تھا۔ ”عظیم دائرہ“ یا ”مقدس حلقہ“۔ جہاں انسان جانوروں، پودوں، دریاؤں اور ستاروں کے رشتہ دار تھے۔ لاکوٹا کا جملہ *Mitákuye Oyás’iŋ*۔ ”میرے سارے رشتہ دار“۔ ایک ایسی مابعد الطیعت کو ظاہر کرتا ہے جو باہم وجود کی ہے، صدیوں پہلے کے ماحولیاتی سانس اس کی بازگشت کرتی۔

اس عالمی نقطے نظر میں، خودی کوئی الگ تھلگ شعور نہیں ہے، بلکہ ایک زندہ جاں میں ایک گرہ ہے۔ ایک شخص کی شناخت رشتہ دار ہے۔ جو کہ برادری، اجداد، اور خود منظر نامے سے تشکیل پاتی ہے۔ پورے کے احترام کے بغیر عمل کرنا اپنے آپ کو زخمی کرنا ہے۔ لہذا، روحانی پختگی کا مطلب تھا جدائی کے وہم کو تخلیل کرنا، اور انسان سے زیادہ کی دنیا میں عاجزی کے ساتھ زندگی کرنا۔

رسومات، نذرانے، اور موسمی تقریبات مخصوص توہم پرستی نہیں تھیں، بلکہ توازن کے اعمال تھے۔ اس بات کی تسلیم کہ زندگی دائروں میں بہتی ہے، کہ دینا وصول کو برقرار رکھتا ہے۔ شکاری نے ہرن کے روح کا شکریہ ادا کیا؛ کسان نے بارش کے لیے دعا لی؛ کہانی سنانے والے نے اجداد کو پکارا۔ تمام زندگی ایک مقدس تبادلے میں شریک تھی۔

## قدیم تہذیبیں اور مقدس کائنات

قدیم مصر، ہندوستان، یونان، اور یسوسا میریکا میں اسی طرح کے موضوعات ابھرتے ہیں۔ کائنات کوئی غیر فعال مادہ نہیں تھی، بلکہ روحانی تھی۔ الہی نہانت سے متحرک۔ مصری تصور 'at' (حقیقت، توازن، کائناتی نظام) اور یونانی *kosmos* دونوں ایک ہم آہنگ کل کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس میں ہر وجود کا اپنا مقام ہوتا ہے۔

انسانیت کا کردار فطرت پر غلبہ حاصل کرنا نہیں تھا، بلکہ اس کی ہم آہنگی کی عکاسی کرنا تھا۔ مندر کائنات کی علامتی تقلوں کے طور پر بنائے گئے تھے، اور کاہنوں نے دنیاوں کے درمیان ثالث کا کردار ادا کیا۔ جب انسانیت اپنے کائناتی کردار کو بھول گئی۔ جب انا اور لالج 'at' کو پریشان کیا۔ تو بے ترتیبی آئی: قحط، جنگ، اخلاقی زوال۔

## تاو ازم: وجود کا بہاؤ

قدیم چین میں، تاؤ ازم نے ان بصیرتوں کو فلسفیانہ طور پر بہتر کیا۔ تاؤ تے چنگ سکھاتا ہے کہ راہ (Tao) تمام وجود کا سرچشمہ اور تال ہے۔ دانا *wu wei*۔ بغیر کوشش کے عمل۔ کے ذریعے انا کو تخلیل کرتا ہے، اور زندگی کو خود کے ذریعے جینے دیتا ہے۔

”اعلیٰ خیر پانی کی مانند ہے،“ لاؤزی نے لکھا، ”جو تمام چیزوں کو فائدہ پہنچاتا ہے اور مقابلہ نہیں کرتا۔“ تاؤ کے خلاف زندگی گزارنا کوشش کرنا، زبردستی کرنا، غلبہ حاصل کرنا۔ دکھ ہے۔ تاؤ کی طرف واپسی شفاف ہونے کی مانند ہے، جیسے پانی جو ڈھلوان سے نیچے بہتا ہے، شکل پاتا ہے لیکن ٹوٹتا نہیں۔

یہاں بھی، انا کا تخلیل ہونا تباہی نہیں ہے، بلکہ ہم آہنگی ہے۔ یہ دوبارہ دریافت کرنا کہ ذاتی بہاؤ کائناتی دریا سے الگ نہیں ہے۔

## مشترکہ حکمت

ان تنوع روایات—مقامی، مصری، تاؤسٹ—کے ذریعے ایک ہی بصیرت چمکتی ہے: کہ معنی، عقل، اور بقا اس بات پر منحصر ہیں کہ ہم یاد رکھیں کہ ہم کل سے تعلق رکھتے ہیں۔ خودی کسی بہت بڑی چیز کا عارضی اظہار ہے، ایک عظیم آگ میں ایک چنگاری۔

اسے بھول جانا اصل گناہ ہے۔ علیحدگی میں گرنا۔ اسے یاد رکھنا نجات ہے، اس سے بہت پہلے کہ لفظ کا مطلب ایمان ہو۔

## عصری مذاہب: الگ خودی کی موت

جیسے جیسے انسانیت کے فلسفے ترقی کرتے گئے اور رسمی مذاہب ابھرے، وہی صوفیانہ دھاگہ نئے زبانوں اور افسانوی شکلوں میں ظاہر ہوتا رہا۔

## بدھ مت: غیر خودی کی خاموشی

بدھ مت میں، انسان کی تعلیم—”غیر خودی”—ایک مستقل، آزاد ”میں“ کے وہم کو توڑ دیتی ہے۔ جو ہم خودی سمجھتے ہیں وہ احساسات، اور اکات، خیالات، اور شعور کا ایک بہاؤ ہے۔ آزادی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب یہ وہم تخلیل ہو جاتا ہے۔ وابستگی کا خاتمہ نروانا ہے، خواہش، نفرت، اور جہالت کے انا کے شعلوں کا خاتمہ۔

بدھ مت کا پیروکار ذہن سازی اور ہمدردی کی تربیت اسی لیے کرتا ہے کہ خودی کی حدود کو ڈھیلا کر سکے۔ جب ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے خیالات اور جذبات عارضی ہیں، ہم ان کے ساتھ شناخت نہیں کرتے۔ جو باقی رہتا ہے وہ خود شعور ہے۔ چمکتا ہوا، بغیر کرنا، آزاد۔

بدھانے ہمیں بہتر خودی بننے کا طریقہ نہیں سکھایا؛ اس نے ہمیں خودی سے آزاد ہونے کا طریقہ سکھایا۔

## ہندو مت: اندر کا لا محدود

ہندو فلسفے میں، خاص طور پر ادیت ویدا نت میں، انا جہالت (avidyā) کا پرده ہے۔ اس کے نیچے آتمان ہے، سچا خود، جو ذاتی نہیں ہے بلکہ برہمن۔ وجود کا لا محدود بنیاد کے ساتھ ایک ہے۔

مشہور اپنہ شد کا جملہ Tat Tvam Asi—"تم وہی ہو"—اعلان کرتا ہے کہ فرد کی جوہر کا نات کی جوہر کے ساتھ ایک ہے۔ آزادی (موکشا) کا راستہ، اس لیے، انفرادیت کی تکمیل نہیں ہے، بلکہ اس سے ماوراء ہونا ہے۔

جب لہر کو احساس ہوتا ہے کہ وہ پانی ہے، تو وجود کا سمندر ظاہر ہوتا ہے۔ انا ختم ہونے سے نیستی میں نہیں، بلکہ لامحدودیت میں تحلیل ہوتی ہے۔

## اسلام اور صوفی ازم: محبوب میں فنا

اسلام میں، حتیٰ حقیقت توحید ہے۔ تمام وجود کی وحدت خدا کی یکتائی میں۔ اسلام کے صوفی، صوفیاء، نے اس عقیدے کو ایک زندہ تجربے میں بدل دیا۔ ذکر (ذکر) اور محبت کے ذریعے، متلاشی کی انا محبوب کے چمک میں پگھل جاتی ہے یہاں تک کہ صرف خدا باقی رہتا ہے۔

اڑنے والے صوفی کی کہانی اس حقیقت کو مجسم کرتی ہے۔ ایک درویش، گہری عقیدت کے ذریعے، اڑنا سیکھتا ہے۔ لیکن جب وہ ہوا میں تیرتا ہے، ایک خیال اس کے ذہن میں آتا ہے: "جب میری فیملی کو پتہ چلے گا کہ میں اڑ سکتا ہوں، وہ کیا سوچیں گے؟" فوراً وہ زمین پر گرفجاتا ہے۔ اس کا استناد اسے کہتا ہے: "تم اچھا اڑ رہے تھے، لیکن تم نے پچھے مڑ کر دیکھا۔" جب خودی کا شعور واپس آتا ہے، فضل غائب ہو جاتا ہے۔

صوفی ازم میں اسے فنا کہا جاتا ہے۔ خدا میں خودی کا خاتمہ۔ لیکن اس خاتمے کے بعد بقا آتا ہے۔ خدا میں باقی رہنا۔ انا مر جاتی ہے، اور جو باقی رہتا ہے وہ خالص موجودگی ہے۔

## یہودیت: خودی کی تنسیخ

لبالی یہودیت میں، صوفی بتل ہائیش۔ انا کے "کچھ" کی تنسیخ کی تلاش کرتا ہے تاکہ عین سوف، لامحدود سے ملاقات کر سکے۔ زدیق یا نیک شخص وہ ہے جو خود کو اتنا مکمل طور پر خالی کر دیتا ہے کہ الہی روشنی بغیر کسی رکاوٹ کے اس کے ذریعے بہتی ہے۔

اس صوفیانہ زبان میں، عاجزی سادگی نہیں ہے، بلکہ ہستیاتی حقیقت ہے: صرف خدا ہی واقعی "ہے"۔ جتنا زیادہ انا تحلیل ہوتی ہے، اتنا ہی الہی دنیا میں نمایاں ہوتا ہے۔

## عیسائیت: خالی کرنا اور سکونت

عیسائی صوفیانہ روایت اپنا ورثن کینو سس—خود خالی کرنے—کے تصور میں پیش کرتی ہے۔ سینٹ پال نے لکھا: ”میں جیتا ہوں، لیکن اب میں نہیں، بلکہ مسیح مجھ میں جیتا ہے۔“ مائیسٹر ایکارٹ کے لیے، روح کو ”خود سے خالی“ ہونا چاہیے تاکہ خدا اس کے اندر پیدا ہو سکے۔

تفلکری عیسائیت میں۔ صحرائی باؤں، نادانی کے بادل، اور کار ملاتٹ صوفیوں کی نسل۔ وعا چیزیں مانگنا نہیں ہیں، بلکہ خاموشی میں داخل ہونا ہے جہاں انا خاموش ہو جاتی ہے، اور الہی موجودگی سب کچھ بن جاتی ہے۔

## وِکا اور نیو پیگن ازم: مقدس دائرہ کی بازیافت

جدید وِکا اور معاصر نیو پیگن ازم، اگرچہ اکثر ”تی“ ”مذاہب“ کے طور پر مسترد کیے جاتے ہیں، لیکن وہ قدیم یادداشت رکھتے ہیں کہ الہی دنیا کے اندر ہے، نہ کہ اس کے اوپر یا اس سے پرے۔

دیوی کا حکم، وِکا کے مرکزی متون میں سے ایک، میں دیوی اعلان کرتی ہے:

”محبت اور لذت کے تمام اعمال میرے رسومات ہیں۔“

یہاں، الہی دنیا سے بھاگنے سے نہیں ملتا، بلکہ اسے مکمل طور پر اور احترام کے ساتھ قبول کرنے سے ملتا ہے۔ انا نشے اور تجسم کے ذریعے تحلیل ہوتی ہے، نہ کہ زہد کے ذریعے۔

رسوماتی دائرة وجود کی مکمل نمائندگی کرتا ہے۔ بغیر کسی درجہ بندی کے۔ جب اعلیٰ کا ہنہ ”خاتون“ یا ”لارڈ“ کو پکارتی ہے، یہ کوئی یوروپی دیوتا نہیں ہے جو نیچے اترتا ہے، بلکہ تمام شرکاء کے اندر اور درمیان الہی کا بیدار ہونا ہے۔

موسیٰ تھوار۔ سال کا پہیہ۔ سکھاتے ہیں کہ موت اور بانی پیدائش، تاریکی اور روشنی ایک مسلسل بہض ہیں۔ سپر و کار خود کو فطرت کا مالک نہیں، بلکہ اس کا اظہار دیکھنا سیکھتا ہے۔ نشیلی رقص میں، خلسے میں، زین اور آسمان کے ساتھ اشتراک میں، خودی کی سرحد پتلی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ کوئی یہ محسوس کرتا ہے: میں وہ جنگل ہوں جو سانس لیتا ہے؛ میں وہ چاند ہوں جو خود کو پانی میں دیکھتا ہے۔

وِکا کا ماورائی راستہ، اس لیے، عمودی کے بجائے امانی ہے۔ انا آسمان کی طرف اوپر نہیں، بلکہ زین کے زندہ جاں کی طرف باہر تحلیل ہوتی ہے۔

## نفسیات: مسلو اور ماورائی ساننس

یسویں صدی میں، نفسیات نے وہ چیز دوبارہ دریافت کرنا شروع کی جو صوفیوں نے ہمیشہ سے جانی تھی۔ ابراہم مسلو کی ضروریات کی درجہ بندی انسانی انگیزہ کی وضاحت کے لیے مشہور ہوئی۔ بنیادی بقا سے لے کر محبت اور عزت تک، جو خود کی تکمیل پر عروج پر پہنچتی ہے۔

لیکن اپنی زندگی کے آخر میں، مسلو نے اپنے ماؤل پر نظر ثانی کی۔ خود کی تکمیل سے آگے، اس نے ایک اور مرحلہ کو تسلیم کیا: خود کی ماورائیت۔ یہاں، خود کی حدود تخلیل ہو جاتی ہیں۔ کوئی بڑی چیز کا شریک بن جاتا ہے۔ چاہے وہ خدمت ہو، تخلیقی صلاحیت، فطرت، یا صوفیانہ اتحاد۔

جدید نیورو ساننس اس کی بازگشت کرتی ہے۔ جب لوگ گھری مراقبہ، نشیلی دعا، یا بہاؤ کی حالتوں میں داخل ہوتے ہیں، ڈیفالٹ موڈنیٹ ورک—داماغ کا وہ حصہ جو ہمارے خود کے احساس کو برقرار رکھتا ہے۔ خاموش ہو جاتا ہے۔ موضوعی ہم آہنگی انا لی تخلیل ہے، جس کے ساتھ امن، ہمدردی، اور وحدت آتی ہے۔

جو مسلو، بدھا، اور صوفی نے اپنی اپنی زبانوں میں دیکھا وہ یہ تھا کہ انسانی صلاحیت کا اعلیٰ امکان خود کی تکمیل میں نہیں، بلکہ اس سے ماوراء ہونے میں ہے۔

## سرمایہ داری: انا کی بست پرستی

اور پھر بھی، جدید دنیا پر غالب تہذیب اس کے بر عکس مفروضے پر مبنی ہے: کہ خود کو تخلیل نہیں ہونا چاہیے، بلکہ اسے لاثنا ہی طور پر بڑھایا جانا چاہیے۔

سرمایہ داری، اپنی نفسیاتی جوہر میں، انا کی بھوک پر منحصر ہے۔ یہ روحانی ٹرپ کو قابل استعمال خواہش میں بدل کر ترقی کرتی ہے۔ ہمیں یہ باور کرواتے ہوئے کہ اندرونی خلا کو املاک، طاقت، رتبے، اور تحریک سے پر کیا جا سکتا ہے۔

اشتہار مصنوعات نہیں بیچتا؛ یہ خواہش پیدا کرتا ہے۔ یہ ہمیں بتاتا ہے: تم نا مکمل ہو۔ لیکن یہ تمہیں مکمل کرے گا۔ یہ چیزیں کے ذریعے نجات بیچتا ہے۔

ناقض غم انگیز ہے: انا کی عدم اطمینان، جسے قدیم حکمت نے ماورائیت کے ذریعے شفاذینے کی کوشش کی، معيشت کا انجن بن لئی ہے۔ خلااب روحانی مستسلہ نہیں ہے۔ یہ ایک کاروباری مادل ہے۔

لہذا، جو کبھی دکھ کی جڑ سمجھا جاتا تھا۔ خواہش، وابستگی، غرور۔ کوئی صفت کے طور پر نئی شناخت دی گئی: عزائم، پیداواریت، کامیابی۔ اتحاد یا خاموشی کی تلاش اس عالمی نظریے میں غیب پیداواری ہے۔ یہاں تک کہ خطرناک، کیونکہ یہ خواہش کے میکانیزم کو خطرے میں ڈالتی ہے۔

سرمایہ داری کا منتر "خاموش رہو اور جانو" نہیں ہے، بلکہ "بڑا، بہتر، تیز، زیادہ" ہے۔ اور پھر بھی، ہم جتنا خودی کو کھلاتے ہیں، وہ اتنا ہی بھوکا ہوتا جاتا ہے۔ شانگ مالز اور ڈیجیٹل فیڈز اس بے قرار خدا۔ انا کے بت۔ کے گرجا گھر ہیں، جو لاستنا ہی طور پر استعمال کرتا ہے، کچھ بھی پیدا نہیں کرتا جو واقعی مطمئن کرتا ہو۔

## نتیجہ: مقدس کی والپسی

جدیدیت کا بھرمان صرف معاشی یا ماحولیاتی نہیں ہے؛ یہ روحانی ہے۔ ایک ایسی تہذیب جو انا کے گرد منظم ہوتی ہے خود کو برقرار نہیں رکھ سکتی، کیونکہ انا حدود کو نہیں جانتا۔ یہ زین کو، ایک دوسرے کو، اور آخرین خود کو نگل جاتا ہے۔

لیکن ہمارے ارد گردیداری کے آثار ہیں: لوگ مراقبہ، برادری، ماحولیاتی شعور، اور نئی یکجہتی کی شکلوں کی طرف رجوع کر رہے ہیں۔ ساننس بھی یہ تسلیم کرنا شروع کر رہی ہے جو حکما نے بہت پہلے اعلان کیا تھا۔ کہ دماغ، سیارہ، اور روح کی صحت ناقابل تقسیم ہے۔

انا کو تحلیل کرنا خود کو کھونا نہیں ہے؛ یہ گھر والپسی ہے۔ اس وحدت کو دوبارہ دریافت کرنا جو کبھی کھوئی نہیں گئی، صرف بھول لئی تھی۔

اگلی انقلاب ہتھیاروں یا الگور تھم سے نہیں لڑی جائے گی، بلکہ شعور سے لڑی جائے گی۔ جب انسانیت یاد رکھے گی کہ ہم دنیا کے مالک نہیں ہیں، بلکہ اس کے لمحات میں، مقدس دوبارہ جاگ اٹھے گا۔ مندروں یا عقائد میں نہیں، بلکہ شعور، ہمدردی، اور سادگی کے ہر عمل میں۔

## حوالہ جات اور مزید پڑھائی

## قدیم اور مقامی فکر

- بلیک ایلک، دی چارج آف دی گاڈیس (1932) Black Elk Speaks (جان جی. نیہارٹ، 1932)
- وائے ڈیلوریا جونیئر، (1973) God Is Red: A Native View of Religion (D.C. Lau (پینگوئن کلاسکس، 1963)
- لاوزی، تاؤ تے چنگ، ترجمہ (1975) فریتیوف کیپر، دی تاؤ آف فرکس (1975)

## صوفیانہ روایات اور عالمی مذاہب

- ایلڈس ہکسلی، دی پرینیل فلسفی (1945)
- ڈی. ٹی. سوزوکی، ایسے ان زین بدھزم (1927)
- سوامی ویویکانند، جنانی یوگ (1899)
- اینہری شمل، مستیکل ڈاٹمینشنز آف اسلام (1975)
- گر شوم شولم، میحر ٹرینڈز ان یہودی مستیسزم (1941)
- مائیسٹر ایکارٹ، سیلیکٹڈ رائٹنگز (پینگوئن کلاسکس، 1994)

## وکا اور نیو پیگن ازم

- ڈورین ویلینٹ، دی چارج آف دی گاڈیس (1957)
- اسٹارہاک، دی اسپاڑل ڈانس (1979)
- رونالڈ ہن، دی ٹرائمف آف دی مون: اے ہسٹری آف ماؤن پیگن وچ کرافٹ (1999)

## نفسیات اور خودی

- ابراہم مسلو، دی فاردر ریچر آف ہیومن نیچر (1971)
- میہائی چیکسینٹھیہائی، فلو: دی سائیکالوجی آف آپیمیل ایکسپریئنس (1990)
- ولیم جیمز، دی ویریٹیز آف ریلیجیئس ایکسپریئنس (1902)
- سٹینسلاو گروف، سائیکالوجی آف دی فیوچر (2000)

## ٿقافت او ر سرمایه داری

- ایرک فروم، ٿو ہیو آر ٹوبی؟ (1976)
- ڪرسٹو فرلیش، دی ڪچر آف نارسیسزم (1979)
- ناؤمی ڪلین، نو لوگو (1999)
- چارلز آنزنستائن، دی مور یو ٹیفل ورلڈ آور ہار ٹس نو از پاسیبل (2013)